قدم بوسی کی شرعی حیثیت

محمد سلیم برکاتی مصباحی بریلوی

علمائے کرام، اساتذہ عظام والدین کریمین اور بزرگانِ دین کی قدم بوسی بلا شبہ جائز بلکہ سنت اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض رسمی چیز ہے۔ فقہ و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

بکثرت احادیث کریمہ اس بات پر شاہد ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی فرمائی اور حضور نے انہیں منع نہ فرمایا جیسا کہ ''حدیث وفدِ عبدالقیس'' میں اس کی صراحت ہے جسے امام بخاری (۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں، امام بیہقی نے ''سنن کبری'' میں اور صاحب مشکوۃ نے ''مشکوۃ المصابیح'' میں صحابیٔ رسول ''حضرت زارع بن عامر'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فجعلنا نتبادر فنقبل یدرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و '' رجلہ '' ۔[1]

(جیسے ہی ہماری نگاہیں جمالِ جہاں آرا پر پڑیں) تو ہم لوگ خدمتِ اقدس میں پہونچنے کے لیے جلدی کرنے لگے پھر ہم نے وہاں پہونچ کر حضور کے دستِ مبارک اور ''قدمِ مبارک'' کو بوسہ دیا۔

اساتذہ، علما اور بزرگانِ دین کی قدم بوسی کو ''حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی جائز کہتے اور یہی ان کا معمول بھی تھا چنانچہ اسی حدیث وفد عبدالقیس کی شرح کرتے ہوئے آپ اپنی کتاب ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں:

''ازیں جا تجویز پائے بوسی معلوم شد''۔ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ''قدم بوسی'' جائز ہے۔

وفدِ عبدالقیس ہی کی طرح ایک ''صحابیہ'' نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور ''قدم مبارک'' کو بوسہ دیا اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابیہ کو اپنی '' قدم بوسی'' سے منع نہ فرمایا جو اس فعل کے جائز ہونے کی صریح دلیل ہے جیسا کہ امام'' بیہقی '' نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا:

أن إمرأۃ شکت زوجھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال : أتبغضیہ ؟ فقالت: نعم! فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : أدنیا رؤو سکما فوضع جبھتھا علی جبھتہ ثم قال ! اللھم الف بینھما و حبب أحدھما إلی صاحبہ ثم لقیتہ المرأۃ بعد ذلک '' فقبلت رجلیۃ'' الحدیث۔[2]

کہ ایک عورت نے نبی اکرم   اللہ تعا   علیہ و   سے اپنے شوہر کے خلاف   و کیا، آپ نے فرمایا: کیا تو اس سے   ر   ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو، پھر آپ نے عورت کی پیشانی اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں الفت پیدا کردے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنادے پھر اس کے بعد اس عورت کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ کے ''قدمانِ مبارک'' کو بوسہ دیا۔

قدم بوسی کی اجازت اور سجدہ کی ممانعت

یوں ہی ایک مرتبہ ایک صحابی نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر آپ سے آپ کے سرِ اقدس اور آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی تو حضور نے انہیں اس کی تو اجازت عطا فرمادی لیکن جب انہوں آپ کو سجدۂ تعظیمی کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے انہیں سختی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے'' لہذا یہ حدیث سجدۂ تعظیمی کی حرمت اور قدم بوسی کے جواز پر صریح دلیل ہے اِس حدیث کو ابو نعیم نے ''دلائل'' بزار نے ''مسند'' اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے ''تنبیہ الغافلین'' میں ''حضرت بریدہ بن الحصیب'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں حدیث کو یوں روایت کیا:

ان رجلاً أتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! علمنی شیئاً ازداد بہ یقیناً فقال: إذھب إلی تلک الشجرة فادعوھا فذھب إلیھا فقال: إن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدعوک فجاء ت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قال لھا: إرجعی فرجعت . قال ثم أذن لہ فقبل رأسہ و رجلیہ . (الحدیث)[۴]

کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو۔ فرمایا: اس درخت کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس بلا لاؤ پھر وہ شخص اس درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا: تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ درخت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوگیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، پھر آپ نے اس سے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جاؤ تو وہ حسب

ارشاد واپس چلا گیا۔ راوی حدیث کہتے ہیں: پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اجازت (سر مبارک اور قدم مبارک کے بوسے کی) عطا فرمائی تو اس نے سر اقدس اور قدمہائے مبارکہ کو بوسہ دیا۔

ائمۂ مجتہدین کا

امام اعظم کے زانوؤں کو بوسہ دینا

اس کے علاوہ خود ائمۂ کرام، محدثین عظام اور فقہائے اسلام کا بھی یہی معمول رہا کہ وہ اپنے سے بزرگ تر کے ہاتھوں، زانوؤں اور قدموں کو بوسہ دیا کرتے اور اسے جائز سمجھتے چنانچہ ''عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی'' اپنی کتاب ''میزان الشریعہ الکبری'' میں ''حضرت ابومطیع'' علیہ الرحمہ کے حوالے سے سیدنا امام جعفر صادق، امام سفیان ثوری، امام مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور بعض دیگر فقہائے کرام وائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جامع مسجد کوفہ میں ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے ہونے والے مناظرہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب یہ تمام ائمہ کرام حضرت امام اعظم کے جواب سے مطمئن ہوگئے اور جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سب نے کمال نیامندی کا ثبوت دیتے ہوئے۔

قبلوا یدیه و رکبتیه و قالوا له " أنت سید العلما " . إلی آخر الکلام. (۵)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے سر مبارک اور زانوئے مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''آپ تو علمائے کرام کے سرخیل ہیں''۔

لہذا فعل قدم بوسی اگر مزاج شرع کے منافی ومخالف ہوتا تو ان جیسے ائمہ کبار سے کہ جنھوں نے قوانین شرع کو مدون ومستحکم کیا۔ کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ یہ ایسے مخالف شرع فعل کو کرتے اور جائز وروا سمجھتے۔؟

قدم بوسی

کے سلسلہ میں شیخ عبدالحق دہلوی کا موقف

حدیث وفد عبدالقیس کے تحت ہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا مسلک وموقف خوب واضح ہو چکا کہ آپ معظمانِ دینی کی قدم بوسی کو جائز سمجھتے اسی طرح ''اخبار الاخیار'' کی اس روایت سے بھی آپ کے موقف کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے جس میں آپ عارف باللہ ''شیخ احمد شیبانی'' کے حال میں لکھتے ہیں کہ ''شیخ موصوف'' کے پاس آکر اگر کوئی یہ بیان کرتا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے تو آپ مودب ہو کر بیٹھتے اور اس سے خواب کا پورا حال سنتے اور اس کا انتا احترام واکرام کرتے کہ اس کے ہاتھوں پیروں اور آستینوں کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے ملتے " اخبار الاخیار " کی روایت یوں ہے:

اگر کسے پیش آمدہ گفتے کہ من حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در خواب دیدہ ام بادب نشستے وتمام قصۂ رؤیا بشنودے ودست وپائے وے بوسیدے ودامان و آستینش او بر روئے خود فرومالیدے۔[۶]

یعنی اگر کوئی شخص شیخ احمد کے سامنے آکر کہتا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو آپ اس کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ جاتے اور خواب کا پورا قصہ سنتے اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے پھر اس کے دامن اور آستینوں کو اپنے چہرے پر ملتے۔

قدم بوسی فقہ حنفی کی روشنی میں

غرض کہ عہد رسالت ہی سے صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین وغیرہم سلف سے خلف تک تمام حضرات کا یہی موقف رہا کہ معظمان دینی کی قدم بوسی جائز و مستحسن ہے اور یہی ان حضرات کا معمول بھی رہا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے احناف نے مسائل فقہیہ کے ضمن میں اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اور اس کے جواز کا قول کیا جیسا کہ حضرت علاء الدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ " در مختار "میں رقم طراز ہیں:

طلب من عالم أو زاهد أن يدفع إليه قدمه و يمكنه من قدمه ليقبله " أجابه "۔[۷]

کوئی نیاز مند اگر کسی عالم دین یا کسی پرہیزگار سے یہ خواہش ظاہر کرے کہ وہ (عالم یا زاہد) اپنا قدم اس کی طرف بڑھائے تاکہ وہ اسے بوسہ دے سکے تو "وہ عالم یا زاہد" اس نیاز مند کی اس درخواست کو قبول کرے۔

اس قدم بوسی کے جواز کی دلیل بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ اسی کے تحت " رد المحتار "میں یوں رقم طراز ہیں:

لما أخرجه الحاكم أن رجلا أتى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاذن له " فقبّل رجليه "۔[۸]

اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ جس کی تخریج حاکم نے فرمائی کہ ایک شخص حضور کی بارگاہ میں آیا اور آپ سے قدم بوسی کی اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت عنایت فرمادی چنانچہ اس نے حضور کی قدم بوسی فرمائی۔

ان احادیث کریمہ، افعال صحابہ، معمولات ائمہ اور اقوال فقہا سے روز روشن کی طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت مطہرہ میں قدم بوسی ایک جائز و مستحسن امر ہے جو

ہمیشہ سے بزرگوں کا معمول رہا۔ اس لیے کوئی نیازمند اگر کسی ایسے شخص کی قدم بوسی کرے جو اس کا اہل ہو تو اس پر نکیر نہیں کی جاسکتی۔ مگر فساد وہاں سے شروع ہوتا ہے جب دست بوسی یا قدم بوسی کا عام رواج پڑ جائے اور آدمی اس کا متمنی ہو کہ میری دست بوسی و قدم بوسی کی جائے اور اگر کسی نے نہ کی تو اس کی جانب سے دل میں گرد ملال بیٹھ جائے۔ اس کے برخلاف اگر کسی نے دل میں عقیدت کے بغیر، کوئی مطلب حاصل کرنے کے لیے، یا محض نمائشی طور پر، دست بوسی و قدم بوسی کر لی تو اس کے متعلق بڑی خوش فہمی پیدا ہو جائے۔

اولاً۔ انسان اپنے منصب و مقام پر مغرور نہ ہو بلکہ اپنے باطنی عیوب اور خفیہ کمزوریوں پر بھی نظر رکھے اور خدا کی ستاری، اسی طرح واقف کاروں کی پردہ داری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے چکر میں نہ پڑے۔

ثانیاً۔ دست بوسی و قدم بوسی محض نمائشی نہ ہو، نہ ہی ایسے شخص کی ہو جو اس کا اہل نہیں۔

مختصر یہ کہ قدم بوسی جائز ہے۔ مگر جائز چیز بھی اسی وقت جائز رہتی ہے جب اپنے محل میں اور اپنی حد کے اندر ہو...... واللہ الھادی

حواشی

۱: الأدب المفرد للبخاری ۔ باب ٤٤٥ ۔ تقبیل الرجل ص: ٣٥٣ مطبوعه المکتبة الامریه سانگله مل و سنن ابی داؤد ، کتاب الادب ، باب قبلة الرجل ص:٣٥٣ ج٢ مطبوعه آفتاب عالم پریس لاهور ، السنن الکبری للبیهقی ، کتاب النکاح ، باب ماجاء فی قبلة الجسد ، ص: ١٠٢ ج:٧، مطبوعه حیدر آباد دکن ، مشکوة المصابیح ص:٤٠٢)

۲: اشعة اللمعات شرح مشکوة ص: ٢٥ ج:٤)

۳: دلائل النبوة للبیهقی ، باب ماجاء فی دعائه لزوجین أحد هما یبغض الأخر بالالفة۔ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت۔ص: ٢٢٩ ج:٦)

۴: المستدرك للحاکم ، کتاب البر والصلة ، باب حق الزوج علی الزوجة ، ص: ١٧٢ ، ج٤ ۔ مطبوعه دار الفکر بیروت، دلائل النبوة لأبی نعیم ص: ١٣٨ ج: ٢ مطبوعه بیروت ، تنبیه الغافلین ، باب حق الزوج علی زوجته ص: ٤٠٦)

۵: میزان الشریعة الکبری للامام الشعرانی ، فصل فی بیان صنف قول من نسب الامام ابا حنیفة إلی أنه یقدم القیاس ص: ٦٦۔ ٦٥ ج: ١۔ مطبوعه مصطفی البابی مصر۔

۶: اخبار الاخیار ص: ١٨٥)

۷: در مختار ، کتاب الحظر والاباحة ج: ٢ ص: ١٢٤٥۔

۸: رد المحتار ص: ٢٤٥ ج:٥، مطبوعه بیروت)